THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی قانون میں مہاجرین کے تحفظ کا اصول: عدمِ واپسی (Non–Refoulement) اور انسانی وقار کا تقابلی مطالعہ

THE PRINCIPLE OF REFUGEE PROTECTION IN ISLAMIC LAW AND INTERNATIONAL LAW:A COMPARATIVE STUDY OF NON-REFOULEMENT AND HUMAN DIGNITY

Rahim Badshah
Ph.D Scholar Islamic Studies at Shaheed BB University Sheringal Dir Upper
Email: rahimbadshah502@gmail.com
Dr. Amin Ullah
Assistant Professor and HOD Islamic Studies at Shaheed BB University Sheringal Dir Upper
Email: amin@sbbu.edu.pk

Absract:
This research paper examines the concept of asylum and refugee protection in Islamic law through a comparative analysis of classical Islamic jurisprudence, particularly the political and legal thought of Abu al-Hasan al-Mawardi in Al-Ahkam al-Sultaniyyah, and contemporary international refugee law. The study explores the foundational Islamic concepts of Aman (protection), Istijarah (seeking asylum), Musta'min (protected non-citizen), and the sanctity of human life, highlighting their legal and ethical significance within the framework of Islamic governance. It further analyzes the principle of non-refoulement in international law, especially within the 1951 Refugee Convention and modern human rights instruments, to identify areas of convergence and divergence between the two systems. The research demonstrates that both Islamic law and international refugee law share common objectives regarding the protection of human dignity, life, and security, although they differ in their philosophical foundations and legal structures. The paper also evaluates the practical challenges faced by contemporary Muslim states in dealing with refugee crises and proposes a harmonized legal and institutional framework grounded in Islamic principles and compatible with international legal standards. The study concludes that Islamic legal tradition possesses significant normative and ethical resources that can contribute meaningfully to contemporary refugee protection discourse and policy development.

Keywords:
Refugees Refugees, Asylum, Aman, Istijarah, Musta'min, Nonrefoulement, Dignity, Protection, Shariah, Harmonization

1۔ تمہید

انسانی تاریخ میں ہجرت محض جغرافیائی نقلِ مکانی کا نام نہیں رہی، بلکہ یہ اکثر حیات، آزادی، عقیدہ اور انسانی وقار کے تحفظ کی آخری فکری ومادی کوشش ثابت ہوئی ہے۔ عصرِ حاضر میں یہ مسئلہ ایک عارضی انسانی المیے سے تجاوز کر کے ایک مستقل عالمی بحران کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین (UNHCR) کی حالیہ رپورٹ کے مطابق 2024 کے اختتام تک دنیا بھر میں جبری طور پر بے گھر ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد 123.2 ملین کی تشویشناک حد تک پہنچ چکی ہے، جن میں مہاجرین، پناہ کے متلاشی افراد اور اندرونی طور پر بے گھر (IDPs) طبقات شامل ہیں[1] یہ اعداد و شمار اس حقیقت کے غماز ہیں کہ پناہ گزینی اب بین الاقوامی نظام کے لیے ایک ہمہ گیر قانونی، سیاسی اور اخلاقی چیلنج بن چکی ہے، جس کے پسِ پردہ مسلح تنازعات، ریاستی جبر، نسلی و مذہبی عصبیت اور انسانی حقوق کی منظم پامالیاں کارفرما ہیں۔

پناہ گزینی: جدید بین الاقوامی قانون کا فریم ورک

جدید بین الاقوامی قانون نے پناہ گزینی کو محض اخلاقی ہمدردی یا خیرات کے دائرے سے نکال کر ایک ٹھوس قانونی حق اور ریاستی ذمہ داری کی شکل دی

ہے۔ اقوامِ متحدہ کے عالمگیر اعلامیہ برائے انسانی حقوق کا آرٹیکل 14 صراحت کرتا ہے کہ "ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دیگر ممالک میں ظلم و ستم سے پناہ طلب کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے"۔[2] اس ضمن میں 1951 کا 'ریفوجی کنونشن' مہاجر کی بین الاقوامی قانونی تعریف اور ریاستوں کے فرائض متعین کرنے والی بنیادی دستاویز ہے۔[3] اس کنونشن کا سنگِ بنیاد 'اصولِ عدم واپسی' (Non-Refoulement) ہے، جس کے تحت کسی بھی پناہ گزین کو ایسے مقام کی طرف جبراً واپس بھیجنا ممنوع ہے جہاں اس کی جان یا بنیادی آزادیوں کو خطرہ لاحق ہو۔[4]

اسلامی شریعت میں پناہ گزینی کی اساسی بنیادیں

اسلامی شریعت میں پناہ گزینی کا تصور محض انسانی شفقت تک محدود نہیں بلکہ یہ نصوصِ قرآنیہ، سنتِ نبویہ اور فقہی نظامِ ریاست کے ساتھ نامیاتی طور پر جڑا ہوا ہے۔ قرآنِ حکیم پناہ کے متلاشی کی جان و مال کے تحفظ کو ریاستی فریضہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے، پھر اسے اس کے امن کی جگہ تک پہنچا دو"۔[5] یہ آیت اس آفاقی اصول کی بنیاد ہے کہ اسلام میں غیر مسلم بھی پناہ کا مستحق ہے بشرطیکہ وہ امن کا طالب ہو۔ کلاسیکی فقہی ذخیرے میں امام ابوالحسن الماوردیؒ نے اس قانونی پہلو کو نہایت باریکی سے واضح کیا ہے۔ وہ 'الاحکام السلطانیہ' میں لکھتے ہیں کہ "پس جو امان طلب کرے، اسے امان دینا واجب ہے یہاں تک کہ وہ اپنی جائے امن تک واپس پہنچ جائے"۔[6] الماوردی کے ہاں مہاجر یا 'مستأمن' محض ایک عارضی مہمان نہیں بلکہ وہ حرمتِ جان، تحفظِ مال اور عدلِ عام کا مساوی مستحق انسان ہے۔[7]

تحقیق کا مقصد

زیرِ نظر مقالہ اس بنیادی سوال کا علمی جواب فراہم کرنے کی کوشش ہے کہ کیا اسلامی سیاسی فکر، بالخصوص امام الماوردی کے ہاں، مہاجرین کے لیے ایسا قانونی فریم ورک موجود ہے جو عصرِ حاضر کے بین الاقوامی نظام کے ساتھ مکالمہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو؟ اس تحقیق کا زاویۂ نظر 'مقاصدی' (Teleological) ہے، جس میں حفظِ نفس اور انسانی کرامت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس علمی کاوش کا مقصد ایک ایسے خلا کو پُر کرنا ہے جہاں اسلامی قانونِ پناہ گزینی کو محض تاریخ کے بجائے ایک متحرک اور معاصر عالمی قانون کے ہم پلہ نظام کے طور پر سمجھا جا سکے۔

2۔ اسلامی قانون میں پناہ اور تحفظ کا تصور

آپ کے فراہم کردہ مواد کو اکیڈمک معیار، شستہ زبان اور شگاگو مینول آف اسٹائل (Chicago Manual of Style) کے مطابق عبارت کے اندرونی مراجع (In-text Citations) کے ساتھ مرتب کر دیا گیا ہے۔ اردو مراجع کو اردو میں اور انگریزی کو انگریزی میں رکھا گیا ہے، اور تکرار کی صورت میں مختصر حوالہ استعمال کیا گیا ہے۔

2۔ اسلامی قانون میں پناہ اور تحفظ کا تصور

اسلامی شریعت نے انسانی جان، عزت، آزادی اور امن کے تحفظ کو اپنے بنیادی مقاصد (مقاصدِ شریعہ) میں شامل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں پناہ اور تحفظ کا تصور محض سیاسی یا انتظامی ضرورت کے طور پر پیش نہیں کیا گیا، بلکہ اسے ایک دینی، اخلاقی اور ٹھوس قانونی ذمہ داری کی حیثیت دی گئی ہے۔ قرآنِ مجید، سنتِ نبوی ﷺ اور فقہائے اسلام کے کلاسیکی ذخیرے میں ایسے متعدد اصول موجود ہیں جو یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں مظلوم، مجبور اور خوف زدہ انسان کو امن فراہم کرنا ایک شرعی تقاضا ہے۔ فقہِ اسلامی میں اسی مقصد کے لیے "امان"، "استجارۃ"، "مستأمن" اور "حرمتِ نفس" جیسے تصورات کو تفصیل کے ساتھ مدون کیا گیا، جنہوں نے بعد ازاں اسلامی قانونِ بین الاقوام (Siyar) کی بنیاد تشکیل دی۔ امام ابوالحسن الماوردی نے 'الاحکام السلطانیہ' میں ان تصورات کو ریاستی نظم و نسق اور پناہ گزینوں کے حقوق کے تناظر میں منظم فقہی اصولوں کی صورت میں بیان کیا ہے۔[8]

امان کا تصور

اسلامی فقہ میں "امان" سے مراد وہ قانونی و اخلاقی تحفظ ہے جو اسلامی ریاست یا کوئی مسلمان فرد کسی غیر مسلم یا اجنبی کو عطا کرے تاکہ اس کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو جائے۔ فقہائے اسلام نے امان کو محض وقتی رعایت نہیں بلکہ ایک شرعی معاہدہ قرار دیا ہے جس کی پابندی ریاست اور معاشرہ دونوں پر لازم ہے۔ امام

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

سرخسیؒ کے مطابق: "الأمانُ عقدٌ یوجبُ حقنَ الدماءِ وصیانةَ الأموال" (امان ایسا معاہدہ ہے جو جانوں کے تحفظ اور اموال کی حفاظت کو واجب کرتا ہے)۔[9]

قرآنِ مجید نے امان کے اصول کو نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ﴾ [10]۔ یہ آیت اسلامی قانونِ پناہ گزینی کی اساسی نص ہے۔ اس میں نہ صرف پناہ دینے کا حکم ہے بلکہ پناہ گزین کو "مأمن" (جائے امن) تک بحفاظت پہنچانے کی ذمہ داری بھی ریاست پر عائد کی گئی ہے۔ یہ اصول جدید بین الاقوامی قانون کے تصور 'عدم واپسی' (Non-Refoulement) سے گہری مماثلت رکھتا ہے۔ امام ماوردی کے نزدیک امان ریاستی نظم کا لازمی حصہ ہے اور وہ صراحت کرتے ہیں کہ جب کسی کو امان دے دی جائے تو اس کی جان و مال ریاست کی حفاظت میں آ جاتے ہیں۔[11]

فقہائے اسلام نے امان کی دو اقسام بیان کی ہیں:

1. امانِ عام: جو ریاست یا حکمران کی طرف سے اجتماعی طور پر دیا جائے۔
2. امانِ خاص: جو کسی انفرادی مسلمان کی طرف سے کسی اجنبی کو دیا جائے۔

امام کاسانیؒ کے مطابق ایک عام مسلمان کی دی ہوئی امان بھی پوری ریاست پر نافذ ہوگی کیونکہ "المسلمین یدٌ واحدة"[12] (تمام مسلمان ایک وحدت ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "ذمَّةُ المسلمينَ واحدةٌ يسعى بها أدناهم"[13] (مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے، ان کا ادنیٰ فرد بھی اسے قائم کر سکتا ہے)۔

استجارۃ کا تصور

"استجارۃ" سے مراد کسی خوف زدہ یا مظلوم شخص کا امن و تحفظ طلب کرنا ہے۔ اسلام نے اس قدیم عرب روایت کو ایک باقاعدہ شرعی اور انسانی حق میں تبدیل کر دیا۔ امام راغب اصفہانیؒ کے مطابق استجارۃ ایسے بااختیار شخص سے پناہ مانگنا ہے جو حفاظت کی قدرت رکھتا ہو۔[14]

اسلامی شریعت میں استجارۃ محض ایک عارضی انتظام نہیں بلکہ ایک 'اخلاقی عہد' (Moral Commitment) ہے۔ جب کوئی شخص پناہ طلب کرے تو اسلامی معاشرہ اس کے تحفظ کا ضامن بن جاتا ہے۔ امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مستأمن امان کے ساتھ دارالاسلام میں داخل ہو جائے تو اس پر کسی بھی قسم کی زیادتی حرام ہے۔[15] سیرتِ نبوی ﷺ میں ہجرتِ حبشہ اس کی بہترین مثال ہے جہاں مسلمانوں نے ایک غیر مسلم حکمران کے عدل کی بنیاد پر وہاں پناہ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "إنَّ بها ملكًا لا يُظلَمُ عنده أحد"[16] (وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا)۔

امام ماوردی کے نزدیک یہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر اس شخص کو تحفظ فراہم کرے جو جبر و خوف کی وجہ سے پناہ کا طالب ہو۔[17] یہ تصور عصرِ حاضر کے 'عالمی مہاجر تحفظ' (Global Refugee Protection) کے نظام سے نہ صرف ہم آہنگ ہے بلکہ اسے ایک دینی امانت اور الٰہی جواب دہی کے تصور سے مربوط کر کے مزید مستحکم بناتا ہے۔

مستأمن کا تصور

اسلامی فقہ میں "مستأمن" اس غیر مسلم شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلامی ریاست یا کسی مسلمان کی طرف سے امان حاصل کر کے عارضی طور پر دارالاسلام میں داخل ہو۔ فقہائے اسلام نے مستأمن کو ایک باقاعدہ قانونی حیثیت دی ہے جس کے نتیجے میں اس کی جان، مال، عزت اور بنیادی حقوق قابلِ تحفظ قرار پاتے ہیں۔ امام ابوالحسن الماوردی نے مستأمن کو ان افراد میں شمار کیا ہے جو اسلامی ریاست کی حدود میں قانونی تحفظ کے حامل ہوتے ہیں۔[18]

فقہائے اسلام کے نزدیک مستأمن کی قانونی حیثیت محض ایک عارضی مہمان کی نہیں بلکہ ایک ایسے فرد کی ہے جسے اسلامی ریاست کی طرف سے "حقِ تحفظ" حاصل ہو۔ امام کاسانیؒ رقمطراز ہیں: "المستأمنُ من أهل دار الحرب إذا دخل دار الإسلام بأمانٍ صارَ آمنًا على نفسِه ومالِه" (دارالحرب سے تعلق رکھنے والا مستأمن جب امان کے ساتھ دارالاسلام میں داخل ہو تو اس کی جان اور مال محفوظ ہو جاتے ہیں)۔[19] یہ اصول واضح کرتا ہے کہ اسلام میں قانونی تحفظ کا مدار مذہبی وابستگی کے بجائے 'عہدِ امن' پر ہے۔ امام سرخسیؒ کے مطابق جب تک مستأمن دارالاسلام میں امان کے ساتھ موجود ہے، اس کا خون معصوم (محفوظ) ہے۔[20]

سیرتِ نبوی ﷺ میں مستأمنین کے حقوق کے واضح شواہد ملتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَن قتلَ مُعاهَدًا لم يَرِحْ رائحةَ الجنة"[21] (جس نے کسی معاہد کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا)۔ امام ماوردی کے مطابق مستأمن کو اسلامی ریاست میں جان و مال کے تحفظ کے علاوہ تجارت، آمد و رفت اور

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

عدالتی انصاف جیسے حقوق بھی حاصل ہوتے ہیں۔ یہ تصور عصرِ حاضر کے "عارضی پناہ گزین تحفظ" (Temporary Refugee Protection) کے مماثل ہے، تاہم اسلامی فقہ اسے سیاسی مصلحت کے بجائے ایک دینی و اخلاقی فریضہ قرار دیتی ہے۔[22]

حرمتِ نفس کا تصور

اسلامی شریعت میں انسانی جان کی حرمت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، جو اسلامی قانونِ پناہ گزینی کی بنیادی روح ہے۔ قرآنِ مجید نے انسانی جان کے احترام کو پوری انسانیت کے احترام کے برابر قرار دیا ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾[23]۔ یہ آیت اسلامی تصورِ حرمتِ نفس کی آفاقی بنیاد فراہم کرتی ہے کیونکہ اس میں کسی مذہب یا نسل کی تخصیص کے بغیر مطلق "نفس" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اسی بنیاد پر یہ فقہی اصول قائم ہوا کہ پناہ گزین کو قتل یا اذیت کے خطرے کی جگہ واپس نہیں بھیجا جا سکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں انسانی جان، مال اور عزت کی حرمت کو ابدی قرار دیتے ہوئے فرمایا: "إنَّ دماءَكم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام"[24] (بے شک تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں)۔ امام شاطبیؒ نے "حفظ النفس" کو مقاصدِ شریعہ کے پانچ بنیادی ارکان میں شامل کیا ہے۔[25]

امام ماوردی کے ہاں بھی ریاست کی بنیادی ذمہ داری "حراسةُ الدينِ وسياسةُ الدنيا به"[26] (دین کی حفاظت اور دنیاوی نظام کی نگہبانی) ہے۔ اس ذمہ داری میں تمام پناہ طلب کرنے والے افراد کی جان و مال کا تحفظ شامل ہے۔ لہٰذا، اسلامی قانونِ پناہ گزینی کی بنیاد محض سیاسی مفاد نہیں بلکہ انسانی جان کی آفاقی حرمت اور عدلِ اجتماعی پر قائم ہے۔

3۔ بین الاقوامی قانون میں Non-Refoulement

جدید بین الاقوامی قانون میں مہاجرین کے تحفظ کا سب سے بنیادی اور مرکزی اصول "عدمِ واپسی" (Non-Refoulement) ہے۔ اس اصول کے تحت کسی ایسے فرد کو زبردستی اس مقام پر واپس نہیں بھیجا جا سکتا جہاں اس کی جان، آزادی، مذہبی شناخت، سیاسی وابستگی، یا انسانی وقار کو سنگین خطرات لاحق ہوں۔ عصرِ حاضر میں یہی اصول بین الاقوامی Refugee Law کی اساس سمجھا جاتا ہے اور اسے عالمی انسانی حقوق کے نظام میں ایک لازمی قانونی و اخلاقی معیار کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔[27]

1951ء کا Refugee Convention

دوسری عالمی جنگ کے نتیجے میں لاکھوں افراد کے بے گھر ہونے نے عالمی برادری کو اس امر پر مجبور کیا کہ مہاجرین کے تحفظ کے لیے ایک جامع قانونی فریم ورک وضع کیا جائے۔ اسی پس منظر میں اقوامِ متحدہ کے تحت 1951ء کا Convention Relating to the Status of Refugees وجود میں آیا، جو جدید بین الاقوامی قانونِ پناہ گزینی کی بنیادی دستاویز تصور کیا جاتا ہے۔ اس کنونشن نے پہلی مرتبہ "مہاجر" (Refugee) کی باقاعدہ قانونی تعریف متعین کی اور ریاستوں کی ذمہ داریوں کو واضح کیا۔ کنونشن کے آرٹیکل 1 کے مطابق مہاجر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو نسل، مذہب، قومیت، کسی مخصوص سماجی گروہ سے تعلق، یا سیاسی نظریات کی بنیاد پر ظلم و ستم کے معقول خوف کے باعث اپنے ملک سے باہر ہو۔[28]

اس کنونشن کی سب سے اہم شق آرٹیکل 33 ہے، جس میں Non-Refoulement کے اصول کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"No Contracting State shall expel or return ('refouler') a refugee in any manner whatsoever to the frontiers of territories where his life or freedom would be threatened"[29] .

یہ اصول بین الاقوامی قانون میں اس قدر بنیادی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ ماہرینِ قانون اسے "عالمی عرفِ قانون" (Customary International Law) بلکہ بعض صورتوں میں Jus Cogens (ایسا قانون جس سے انحراف ممکن نہیں) کے قریب تصور کرتے ہیں۔

انسانی حقوق کا فریم ورک

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

عدم واپسی کا اصول صرف Refugee Convention تک محدود نہیں بلکہ بین الاقوامی انسانی حقوق کے وسیع تر نظام کا حصہ بھی بن چکا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے عالمگیر اعلامیہ برائے انسانی حقوق (UDHR) کے آرٹیکل 14 میں پناہ حاصل کرنے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے:

"Everyone has the right to seek and to enjoy in other countries asylum from persecution"[30] .

اسی طرح Convention against Torture (CAT) کے آرٹیکل 3 میں واضح کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو ایسے ملک واپس نہیں بھیجا جائے گا جہاں اسے تشدد یا غیر انسانی سلوک کا حقیقی خطرہ ہو۔[31] UNHCR بھی اپنے تحفظاتی نظام میں "باعزت تحفظ" (Dignity-centered approach) پر زور دیتا ہے، جس کا مقصد انسان کی باعزت بقا کو یقینی بنانا ہے۔[32]

قانونی بنیاد

Non-Refoulement کی قانونی بنیاد بین الاقوامی معاہدات، عرفِ عام اور انسانی حقوق کے اصولوں کے امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔ ماہرینِ قانون کے نزدیک آج بہت سی ریاستیں اس اصول کی پابند سمجھی جاتی ہیں، خواہ وہ 1951ء کے کنونشن کی فریق نہ بھی ہوں، کیونکہ یہ اصول اب Customary International Law کا حصہ بن چکا ہے۔

بین الاقوامی عدالتوں، خصوصاً یورپی عدالتِ برائے انسانی حقوق (ECHR) نے بھی اس اصول کو بارہا تسلیم کیا ہے۔ عدالت نے Soering v. United Kingdom (1989) جیسے مقدمات میں قرار دیا کہ کسی فرد کو ایسے مقام پر واپس بھیجنا جہاں اسے تشدد یا غیر انسانی سلوک کا خطرہ ہو، انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے۔[33] اگرچہ بعض ریاستیں قومی سلامتی یا دہشت گردی کے نام پر اس اصول کو محدود کرنے کی کوشش کرتی ہیں، تاہم یہ انسانیت کے تحفظ کی آخری قانونی دیوار تصور کیا جاتا ہے۔[34]

4۔ انسانی وقار اور مہاجرین کے حقوق

مہاجرین کے حقوق کی بحث دراصل انسانی وقار، تحفظِ جان، آزادی اور بنیادی ضروریاتِ زندگی کے تحفظ سے عبارت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید بین الاقوامی قانون اور اسلامی شریعت، دونوں ہی انسان کو محض ایک "قانونی وجود" کے بجائے ایک "باعزت مخلوق" کی حیثیت دیتے ہیں۔ جب کوئی فرد جنگ، جبر، نسلی تعصب یا مذہبی استحصال (Persecution) کے باعث ہجرت پر مجبور ہوتا ہے، تو اس کی بنیادی ضرورت محض جغرافیائی پناہ نہیں بلکہ اس کے انسانی وقار کی بحالی ہوتی ہے۔ عصرِ حاضر میں مہاجر تحفظ (Refugee Protection) کے مباحث "وقار پر مبنی نقطہ نظر" (Dignity-centered approach) کی جانب مائل ہوئے ہیں، جہاں تحفظ کو صرف ریاستی ذمہ داری نہیں بلکہ انسانی شرف کا تقاضا سمجھا جاتا ہے۔[35] اسلامی فقہ میں یہ تصور "کرامتِ انسانی"، "حرمتِ نفس" اور "احترامِ آدمیت" کے آفاقی اصولوں کے تحت ظہور پذیر ہوتا ہے۔

اسلامی تصورِ کرامتِ انسانی

اسلام نے انسان کو بحیثیتِ انسان وہ ابدی شرف عطا کیا ہے جو رنگ، نسل، مذہب اور جغرافیے کی قیود سے آزاد ہے۔ قرآنِ حکیم کا اعلانِ عام ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾[36]۔ یہ آیت اسلامی تصورِ انسانی حقوق کا سنگِ بنیاد ہے کیونکہ اس میں "بنی آدم" کا لفظ بلا تفریقِ مذہب و ملت پوری انسانیت کا احاطہ کرتا ہے۔ مفسرین کے نزدیک اس "تکریم" میں انسانی جان کا احترام، عقل و شعور کی آزادی اور عزتِ نفس جیسے بنیادی حقوق شامل ہیں۔[37] اسی بنیاد پر فقہائے اسلام نے یہ اصول طے کیا کہ کسی بھی انسان کو اس کی سیاسی کمزوری یا مذہبی اختلاف کی بنا پر غیر انسانی سلوک کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔

اسلامی ریاست میں مہاجر، مستأمن، ذمی اور معاہد، سبھی انسانی وقار کے مساوی حق دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر ارشاد فرمایا:

"إنَّ دماءَكم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام"[38]

بے شک تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر (ایک دوسرے کے لیے) حرام ہیں۔

امام ابوالحسن الماوردی کے نزدیک اسلامی حکومت کا اولین فریضہ ان تمام افراد کے قانونی حقوق اور جان و مال کا تحفظ ہے جو ریاست کے سایۂ عاطفت میں ہوں۔[39] امام شاطبیؒ نے "حفظِ نفس" کے ساتھ "حفظِ کرامت" کو مقاصدِ شریعہ کا جزوِ لاینفک قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ شریعت پناہ گزینوں کو محض عارضی ٹھکانہ (Shelter) دینے کے بجائے ایک مکمل باعزت نظامِ زندگی فراہم کرنے کی متقضی ہے۔[40]

بین الاقوامی انسانی حقوق

جدید بین الاقوامی انسانی حقوق کا نظام دوسری عالمی جنگ کے ہولناک تجربات کے بعد انسانی وقار کے تحفظ کو قانونی قالب میں ڈھالنے کی ایک عالمی کوشش ہے۔ 1948ء کا عالمگیر اعلامیہ برائے انسانی حقوق (UDHR) اسی عزم کا مظہر ہے، جس کا دیباچہ صراحت کرتا ہے:

"All human beings are born free and equal in dignity and rights"[41] .

اس فریم ورک کے تحت ہر فرد کو زندگی، تحفظ اور مذہبی آزادی کا ناقابلِ تنسیخ حق حاصل ہے۔ بعد ازاں شہری و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی عہد نامے (ICCPR) نے ان حقوق کو مزید قانونی استحکام بخشا۔ مہاجرین کے تناظر میں یہ نظام اس بات پر زور دیتا ہے کہ پناہ گزین اپنی قانونی حیثیت (Legal Status) سے قطع نظر بنیادی انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ 1951ء کے رفیوجی کنونشن میں "عدمِ واپسی" (Non-refoulement) اور مذہبی آزادی جیسے حقوق کو مرکزی حیثیت دی گئی۔ UNHCR کے مطابق موجودہ دور میں تحفظ کا مقصد محض سرحدوں کی نگرانی نہیں بلکہ "باعزت تحفظ" (Protection with dignity) ہے۔

تقابلی جائزہ

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے نظاموں کا تقابلی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ دونوں ہی انسانی جان کی حرمت اور پناہ گزینوں کو ظلم سے بچانے پر متفق ہیں۔ انسانی وقار اور ظلم کے خلاف تحفظ دونوں نظاموں کا مشترک سرمایہ ہیں۔[42]

تاہم، ان کے فلسفیانہ ماخذ میں نمایاں فرق موجود ہے۔ بین الاقوامی نظام زیادہ تر سیکولر قانونی فکر اور عالمی معاہدات پر مبنی ہے، جبکہ اسلامی شریعت میں انسانی وقار کی بنیاد "تکریمِ الٰہی" اور "خلافتِ ارضی" پر قائم ہے۔ اسلام میں حقوق محض قانونی مطالبات نہیں بلکہ ایک "دینی امانت" ہیں۔[43] بین الاقوامی قانون میں حقوق کا دائرہ زیادہ تر ریاست کی ذمہ داریوں تک محدود ہے، جبکہ اسلامی قانون میں فرد اور معاشرہ بھی اس اخلاقی و روحانی جوابدہی میں برابر کے شریک ہیں۔ ان فروعات کے باوجود، دونوں نظاموں میں موجود گہری مماثلتیں عالمی مہاجرین کے بحران کے حل کے لیے ایک بامعنی علمی مکالمے (Constructive Dialogue) کی راہ ہموار کرتی ہیں۔

5۔ تقابلی تجزیہ

اسلامی قانونِ پناہ گزینی اور جدید بین الاقوامی ریفیوجی لا کا تقابلی مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ اگرچہ دونوں نظام مختلف تاریخی، فکری اور قانونی پس منظر رکھتے ہیں، تاہم انسانی تحفظ، ظلم کے انسداد اور بنیادی انسانی وقار کے احترام میں ان کے مابین گہرا اشتراک پایا جاتا ہے۔ اسلامی فقہ نے صدیوں قبل "امان"، "استجارۃ" اور "مستأمن" جیسے تصورات کے ذریعے غیر مسلموں اور پناہ گزینوں کے تحفظ کی فکری بنیاد فراہم کی، جبکہ جدید بین الاقوامی قانون نے انہی مقاصد کو معاہداتی اور ادارہ جاتی قالب میں ڈھال کر منظم کیا ہے۔

مماثلتیں

اسلامی شریعت اور بین الاقوامی قانون اس جوہری اصول پر متفق ہیں کہ مظلوم اور بے گھر انسان کو تحفظ فراہم کرنا ایک ناگزیر انسانی تقاضا ہے۔ دونوں نظام اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ کسی شخص کو ایسے مقام پر واپس نہیں بھیجا جا سکتا جہاں اس کی جان یا آزادی کو خطرہ لاحق ہو۔ اسلامی فقہ میں یہ اصول "امان" اور "استجارۃ" کے تصورات میں پنہاں ہے، جبکہ جدید بین الاقوامی قانون میں یہی تصور "عدمِ واپسی" (Non-refoulement) کی صورت میں سامنے آتا ہے۔[44]

قرآنِ حکیم اس انسانی حق کی توثیق ان الفاظ میں کرتا ہے: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ﴾[45]۔ اسی طرح 1951ء کے رفیوجی کنونشن کا

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

آرٹیکل 33 کسی بھی ریاست کو مہاجر کو اس کی مرضی کے خلاف خطرناک مقام پر واپس بھیجنے سے منع کرتا ہے۔[46] مزید برآں، دونوں نظام انسانی وقار (Dignity) کو مرکزی اہمیت دیتے ہیں؛ اسلام اسے ایک الٰہی عطیہ قرار دیتا ہے[47]، جبکہ بین الاقوامی قانون اسے ایک آفاقی قانونی اصول کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔[48]

اختلافات

نظریاتی ہم آہنگی کے باوجود، دونوں نظاموں کی اساس اور قانونی ڈھانچے میں نمایاں تفاوت موجود ہے۔ سب سے بنیادی فرق یہ ہے کہ بین الاقوامی قانون کی بنیاد انسانی معاہدات اور ریاستی رضامندی (State Consent) پر ہے، جبکہ اسلامی قانون اپنی اصل وحی اور مقاصدِ شریعہ سے اخذ کرتا ہے۔[49]

دوسرا اہم فرق مہاجر کی قانونی تعریف کا ہے۔ 1951ء کا کنونشن مہاجر کی تعریف مخصوص اسباب—جیسے نسل، مذہب یا سیاسی نظریات کی بنیاد پر ظلم کے خوف کے ساتھ مشروط کرتا ہے (UN, Convention, Art. 1)۔ اس کے برعکس، اسلامی فقہ میں "مستأمن" یا "مستجیر" کے لیے ایسی کوئی محدود تعریف موجود نہیں؛ وہاں ظلم یا جان کے خطرے کی بنیاد پر پناہ طلب کرنے والا ہر شخص اصولی طور پر تحفظ کا مستحق ہے۔[50] نیز، بین الاقوامی قانون میں تحفظ کا نفاذ صرف ریاستی اداروں اور UNHCR کے مرہونِ منت ہے، جبکہ اسلامی تصور میں فرد، معاشرہ اور ریاست تینوں مشترکہ ذمہ دار ہیں۔ اسلام میں ایک عام شہری کی دی ہوئی امان بھی پوری ریاست پر نافذ ہوتی ہے۔[51]

قانونی واخلاقی جہات (Dimensions)

بین الاقوامی قانون بنیادی طور پر "قانونی حقوق" اور "ادارہ جاتی نفاذ" پر مرکوز ہے تاکہ دنیا بھر میں تحفظ کے کم از کم معیارات (Minimum Standards) قائم رہ سکیں۔ اس کے برعکس، اسلامی شریعت قانونی اصولوں کے ساتھ اخلاقی وروحانی جہات کو بھی شامل کرتی ہے۔ اسلام میں پناہ دینا محض ایک انتظامی ذمہ داری (Administrative Obligation) نہیں بلکہ "احسان"، "عدل" اور "رحمت" جیسے بلند اخلاقی اصولوں کا اظہار ہے۔[52]

اسلامی قانون میں مہاجر کے تحفظ کا مقصد اس کی محض حیاتیاتی بقا نہیں بلکہ اس کے معاشرتی وقار کی حفاظت بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے پناہ گزین کے ساتھ خیانت یا تحقیر کو سختی سے ممنوع قرار دیا ہے۔ اگرچہ بین الاقوامی قانون بھی وقار کی بات کرتا ہے، تاہم عملی طور پر سیاسی مفادات اور قومی سلامتی کے تقاضے اکثر ان اصولوں کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔[53] تقابلی طور پر دیکھا جائے تو اسلامی شریعت ریفیوجی تحفظ کو ایک اخلاقی روح عطا کرتی ہے، جبکہ بین الاقوامی قانون اسے معاصر ادارہ جاتی شکل فراہم کرتا ہے۔ اسی بنا پر عصرِ حاضر میں، بالخصوص مسلم ریاستوں کے لیے، دونوں نظاموں کے درمیان تعمیری ہم آہنگی (Constructive Integration) کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔

6۔ عصری مسلم ریاستوں کے لیے عملی رہنمائی

عصرِ حاضر میں مہاجرین کا بحران محض انسانی ہمدردی کا موضوع نہیں بلکہ ریاستی سلامتی، بین الاقوامی قانون، معاشی وسائل اور انسانی حقوق سے جڑا ہوا ایک ہمہ گیر عالمی چیلنج ہے۔ مسلم دنیا اس بحران سے براہِ راست متاثر ہونے والے خطوں میں شامل ہے، جہاں شام، فلسطین، افغانستان، سوڈان اور میانمار جیسے تنازعات نے لاکھوں افراد کو جبری ہجرت پر مجبور کیا ہے۔[54] اس صورتِ حال نے مسلم ریاستوں کے سامنے یہ سوال کھڑا کیا ہے کہ وہ اپنی دینی واخلاقی اقدار اور بین الاقوامی قانونی ذمہ داریوں کو کس طرح متوازن انداز میں پورا کریں۔ اس تناظر میں ایک ایسا لائحۂ عمل ناگزیر ہے جو اسلامی فقہی روایت اور جدید بین الاقوامی تقاضوں کے درمیان مؤثر ہم آہنگی پیدا کر سکے۔

قانونی ہم آہنگی (Legal Harmonization)

مسلم ریاستوں کے لیے سب سے اہم ضرورت مقامی قوانین اور بین الاقوامی 'ریفیوجی لا' کے درمیان قانونی ہم آہنگی پیدا کرنا ہے۔ بہت سی مسلم ریاستیں اگرچہ 1951ء کے کنونشن کی رکن ہیں، تاہم ان کے داخلی قوانین میں پناہ گزینوں کے تحفظ کے حوالے سے جامع ضوابط کا فقدان پایا جاتا ہے۔

اسلامی فقہ میں "امان" اور "استجارۃ" جیسے تصورات مہاجرین کے تحفظ کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں، جنہیں جدید قانونی زبان میں ڈھال کر قومی قانون سازی کا حصہ بنایا جاسکتا ہے۔ مثلاً 'اصولِ عدمِ واپسی' (Non-refoulement) کو اسلامی تصورِ "عدمِ تسلیمِ مظلوم للہلاک" کے ساتھ مربوط کیا جاسکتا ہے۔ امام

الماوردی کے نزدیک ریاست کا بنیادی مقصد "حراسة الدين وسياسة الدنيا" ہے، جس میں انسانی جان اور عدل کا تحفظ شامل ہے۔[55] اس ضمن میں اسلامی تعاون تنظیم (OIC) مشترکہ قانونی پالیسی کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔

اسلامی ریفیوجی فریم ورک (Islamic Refugee Framework)

ایک جامع "اسلامی ریفیوجی فریم ورک" کی تشکیل وقت کی اہم ضرورت ہے جو شریعت کے اصولوں کو جدید انسانی حقوق کے ساتھ یکجا کرے۔ اس فریم ورک کی بنیاد درج ذیل پانچ ارکان پر ہونی چاہیے:

- حفظ النفس: مہاجر کی جان اور سلامتی کا تحفظ۔
- کرامتِ انسانی: مہاجر کو باعزت زندگی کی فراہمی۔
- عدمِ اعادہ الی الخطر: کسی شخص کو جبراً خطرناک مقام پر واپس نہ بھیجنا۔
- العدل والمساواۃ: مذہب اور قومیت سے بالاتر ہو کر انصاف کی فراہمی۔
- التکافل الاجتماعی: مہاجرین کی سماجی کفالت اور شمولیت

قرآنِ کریم نے انصارِ مدینہ کی مہاجرین کے لیے نصرت کو ایک مثالی اخلاقی نمونے کے طور پر پیش کیا ہے (القرآن، 59:9)۔ اس فریم ورک میں زکوٰۃ، اوقاف اور بیت المال کے اداروں کو شامل کر کے مہاجرین کے لیے ایک پائیدار مالیاتی معاونت کا نظام (Support System) قائم کیا جا سکتا ہے۔

ادارہ جاتی اصلاحات (Institutional Reforms)

مؤثر تحفظ کے لیے مضبوط ادارہ جاتی ڈھانچہ ناگزیر ہے۔ مسلم ممالک میں مستقل اور خودمختار ریفیوجی اتھارٹیز (Refugee Authorities) قائم کی جانی چاہئیں جو رجسٹریشن سے لے کر بحالی تک کے امور کو منظم کریں۔

عدالتی سطح پر مہاجرین کو قانونی چارہ جوئی اور اپیل کے واضح حقوق ملنے چاہئیں تاکہ وہ کسی بھی غیر قانونی بے دخلی (Deportation) کے خلاف تحفظ حاصل کر سکیں۔ تعلیمی اور سماجی اداروں کو پناہ گزینوں کی معاشرتی شمولیت (Social Integration) کے لیے متحرک کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں اسلامی ترقیاتی بینک (IsDB) جیسے ادارے پناہ گزینوں کی امداد کے لیے مخصوص فنڈز قائم کر کے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

7۔ نتائج بحث

زیرِ نظر تحقیقی مطالعے کے حاصلات کو درج ذیل نکات میں اختصار کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے:

1. بنیادی مقاصد میں ہم آہنگی: تحقیق سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی قانونِ پناہ گزینی اور بین الاقوامی رفیوجی لا، اپنے فکری تنوع کے باوجود، مظلوم کے تحفظ، انسانی وقار کی پاسداری اور ظلم کے خاتمے جیسے مشترک اہداف پر متفق ہیں۔
2. اسلامی فقہ کی جامعیت: امام الماوردی کی فکر اور اسلامی فقہی روایت میں "امان" اور "استجارہ" محض عارضی سیاسی انتظامات نہیں بلکہ انسانی جان اور امن کے تحفظ کے مستقل قانونی اصول ہیں۔ قرآن و سنت کے احکامات نے پناہ گزینوں کے تحفظ کو ایک لازمی شرعی و اخلاقی ذمہ داری قرار دیا ہے۔
3. اصولِ عدم واپسی کی جڑیں: جدید بین الاقوامی قانون کا مرکزی اصول 'Non-refoulement' اپنی اخلاقی روح میں اسلامی شریعت کے ان اصولوں سے مکمل ہم آہنگ ہے جو مظلوم کو ہلاکت کے حوالے کرنے سے منع کرتے ہیں۔ 1951ء کے کنونشن سے صدیوں قبل اسلام نے اس انسانی ضمانت کو نافذ کر دیا تھا۔
4. نظریاتی بنیادوں کا تفاوت: دونوں نظاموں میں بنیادی فرق ان کے ماخذ کا ہے۔ بین الاقوامی قانون انسانی معاہدات اور سیکولر نظم پر مبنی ہے، جبکہ اسلامی قانون کی اساس وحی، مقاصدِ شریعت اور اخلاقی جوابدہی پر ہے۔ اسلام میں پناہ دینا محض ایک انتظامی عمل نہیں بلکہ ایک عبادت اور دینی فریضہ بھی ہے۔
5. مسلم ریاستوں کے چیلنجز: مطالعے سے یہ بات سامنے آئی کہ عصرِ حاضر کی مسلم ریاستیں مہاجرین کے حوالے سے واضح قانونی ڈھانچے اور ادارہ جاتی توازن کی

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

کمی کا شکار ہیں۔ عالمی نظام کا حصہ ہونے کے باوجود داخلی قوانین میں اسلامی اصولوں اور معاصر تقاضوں کے درمیان مؤثر ہم آہنگی کی ضرورت ہے۔

6. اجتماعی تعاون کا نظام: اسلامی نظامِ پناہ گزینی کی ایک انفرادیت اس کا سماجی پہلو ہے، جہاں زکوٰۃ، وقف اور بیت المال جیسے ادارے مہاجرین کی کفالت کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ یہ پہلو جدید بین الاقوامی نظام کے خالص ادارہ جاتی ڈھانچے کے مقابلے میں زیادہ وسیع اور انسانی ہے۔

7. تعمیری ہم آہنگی کا امکان: آخر کار یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی فقہی روایت اور جدید بین الاقوامی قانون کے درمیان تصادم کے بجائے 'قانونی ہم آہنگی' (Legal Harmonization) کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ عدل، رحمت اور کرامتِ انسانی کے اسلامی اصولوں کو جدید قانونی قالب میں ڈھال کر ایک مثالی "رفیوجی پروٹیکشن ماڈل" تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

مصادر و مراجع

---

1 United Nations High Commissioner for Refugees, Global Trends Report 2024 [Geneva: UNHCR, 2025], 12-15

2 United Nations, Universal Declaration of Human Rights [Paris, 1948], Art. 14

3 Convention Relating to the Status of Refugees, July 28, 1951, 189 U.N.T.S. 137

4 UNHCR, The 1951 Refugee Convention: An Overview [Geneva: UNHCR], 4-6

5 القرآن، 6:9

6 ابوالحسن علی بن محمد الماوردی، الاحکام السلطانیہ [بیروت: دار الکتب العلمیہ]، 154

7 الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 156

8 الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 82

9 شمس الائمہ السرخسی، شرح السیر الکبیر [بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997]، 1:187

10 القرآن، 6:9

11 الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 99

12 علاء الدین الکاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع [بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1986]، 7:102

13 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الجہاد (بیروت: دار الکتب العلمیۃ) رقم الحدیث: 2751

14 الراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن [دمشق: دار القلم، 1992]، 102

15 ابن قدامہ، المغنی [ریاض: دار عالم الکتب، 1997]، 9:237

16 ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ [بیروت: دار الجیل، 1990]، 1:321

17 الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 113

18 الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 99

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

19 الدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 103:7

20 السرخسی، شرح السیر الکبیر، 188:1

21 ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 2760

22 Hasnain Mahmood, "Refugee Protection under Islamic and International Human Rights Law," 2025, 12-14

23 القرآن، 32:5

24 البخاری، صحیح البخاری، کتاب العلم، رقم الحدیث: 67

25 ابو اسحاق الشاطبی، الموافقات [بیروت: دار المعرفہ، 1997]، 8:2

26 الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 15

27 James C. Hathaway, The Rights of Refugees in International Law [Cambridge: Cambridge University Press, 2005], 278

28 UN General Assembly, Convention, Art. 1

29 UN General Assembly, Convention, Art. 33

30 United Nations, Universal Declaration of Human Rights, 1948, Art. 14

31 United Nations, Convention against Torture and Other Cruel, Inhuman or Degrading Treatment or Punishment, 1984, Art. 3

32 UNHCR, Handbook on Procedures and Criteria for Determining Refugee Status [Geneva: UNHCR, 2019], 22

33 Soering v. United Kingdom, European Court of Human Rights, Judgment of 7 July 1989

34 Hathaway, The Rights of Refugees, 301

35 James C. Hathaway, The Rights of Refugees in International Law [Cambridge: Cambridge University Press, 2005], 112

36 القرآن، 70:17

37 محمد الطاہر ابن عاشور، التحریر والتنویر [تونس: الدار التونسیۃ للنشر، 1984]، 146:15

38 البخاری، صحیح البخاري، کتاب العلم، رقم الحدیث: 67

39 الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 101

40 الشاطبی، الموافقات، 9:2

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

41 United Nations, Universal Declaration of Human Rights, 1948, Preamble

42 Guy S. Goodwin-Gill and Jane McAdam, The Refugee in International Law, 3rd ed. [Oxford: Oxford University Press, 2007], 356

43 طہ جابر العلوانی، لاإکراہ في الدین[قاہرہ: مکتبہ الشروق الدولیہ، 2006]، 77

44 James C. Hathaway, The Rights of Refugees in International Law [Cambridge: Cambridge University Press, 2005], 278

45 القرآن، 6:9

46 UN General Assembly, Convention Relating to the Status of Refugees, 1951, Art. 33

47 القرآن، 70:17

48 United Nations, Universal Declaration of Human Rights, 1948

49 طہ جابر العلوانی، لاإکراہ في الدین[قاہرہ: مکتبہ الشروق الدولیہ، 2006]، 81

50 الکاسانی، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، 102:7

51 البخاری، صحیح البخاري، رقم الحدیث: 2751

52 القرآن، 32:5

53 United Nations High Commissioner for Refugees, Global Trends Report 2024 [Geneva: UNHCR, 2025], 21

54 United Nations High Commissioner for Refugees, Global Trends Report 2024 [Geneva: UNHCR, 2025], 11

55 الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 15